رجسٹرڈ ایل نمبر

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

[illegible]

[illegible]

نور

[illegible]

[illegible]

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۲؎

" ششماہی " ۱؎

" سالانہ امراء سے ۵؎

" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر انکی حقیقت ظاہر کرنا

۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

جلد ۱ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ و دوان برہمچاری | نمبر ۱۱

دو سو سے زائد کارڈ ابھی تک زیر حراست ہیں

۱۷ فروری کو ۲۷۵ کارڈ "سالانہ لیکچر" کی خریداری کے متعلق بعض خاص خاص دوستوں کی خدمت میں بھیجے گئے تھے جن دوستوں نے اثبات میں جواب دیا ان کی شکر گذاری میں نے شیوہ ہی کیا۔ مگر جن دوستوں نے نفی میں جواب دیا ہے تو ان کا بھی ممنون ہوں۔ کم از کم انہوں نے مجھے انتظاری کی زحمت سے بچا لیا مگر ابھی تک دو سو سے زائد کارڈ بلا وجہ دوستوں کی حراست میں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ دوست ایک ہفتہ کے اندر اندر ہاں یا نہ جو بھی وہ مناسب سمجھیں جواب لکھکر بھیجدیں۔

ان کارڈوں کو خواہ مخواہ زیر حراست رکھنا یا کسی اور غرض کے لئے استعمال میں لانا ایک اخلاقی گناہ ہے جس سے بچنا چاہئیے۔ میں اب زیادہ انتظار نہیں کر سکتا بہر حال یہ مفید ٹریکٹ علیحدہ مطبع میں چھپنے کے لئے بھیجدیا جائے گا۔ صرف انہیں دوستو کے آرڈر کی تعمیل ہو سکے گی جن کے آرڈر زیادہ سے زیادہ اخیر مارچ تک پہنچ جائینگے

اس کے بعد کسی دوست کے آرڈر کی تعمیل کرنا بہت مشکل ہے۔ لہذا دوستوں کو فی الفور اپنی درخواستیں بھیجدینی چاہئیں۔ میں نے صرف انہیں بزرگوں کو یہ کارڈ لکھے ہیں جن پر مجھے حسن ظن ہے۔ کہ وہ ضرور جواب دیں گے۔ لہذا دوستوں کو میری حسن ظنی کی قدر کرتے ہوئے بذریعہ اطلاع ہذا فی الفور جواب سے مطلع فرما دینا چاہیئے۔

مطبوعہ لیکچر کا نرخ

یہ ٹریکٹ ۱۸×۲۲ کے اول تو ۶۴ ورنہ کم از کم ۶۰ صفحوں پر آئے گا

کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ و نفیس۔ نرخ حسب ذیل

یکمشت ایک سو کاپی خریدنے والے سے	۵؎
پچاس کاپی	۳؎
پچیس کاپی	۲؎
دس کاپی	۱۲
ایک کاپی	۶

یکمشت سو یا علی الترتیب دس کی خریداری پر جو رعایتی نرخ مقرر کئے گئے ہیں یہ صرف انہیں لوگوں کے لئے ہیں جو سکھوں یا ہندوؤں میں مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم کرنے کی غرض سے خریدیں گے کوئی صاحب تجارتی نقطہ خیال سے اسے نہ خریدیں کیونکہ محض تبلیغی غرض کے لئے ہی اس کی قیمت میں یہ غیر معمولی رعایت کی گئی ہے۔

اوکٹ پریس بٹالہ میں باہتمام حیدر حسن پرنٹر کے چھپا اور شیخ محمد یوسف پبلشر نے نور بلڈنگ قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ لیکچر پڑھنے کے لئے ایک سکھ سردار کی بیقراری

جناب سردار ... سنگھ صاحب اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ معزز تاجر ہیں۔ سیالکوٹ کے علاقہ سے لکھتے ہیں کہ آپ کا از حد مشکور ہوں گا۔ اگر بواپسی ڈاک آپ بندہ کو اطلاع دیں کہ کیا آپ کا ٹریکٹ چھپکر تیار ہوگیا ہے۔ اور اگر ہوگیا ہے۔ تو ایک کاپی کی کیا قیمت ہے۔ نیز اپنے خاص خاص مضامین کے متعلق بندہ کو ضرور اطلاع دیتے رہیں"۔

نور ٹریکٹ کی قیمت ۶/ ہے۔ اور امید ہے کہ اخیر مارچ تک انشاء اللہ چھپکر تیار ہو جائیگا۔

ایک سکھ سردار کی نور کے ساتھ غیرت آمیز محبت

جناب سردار ارجن سنگھ صاحب اہلمد سشن کورٹ حصار کے نام دعوت و تبلیغ کے مفت اجراء کے سلسلہ میں گذشتہ سال سے نور جارہا ہے۔ اب آپ اپنے تازہ گرامی نامہ میں لکھتے ہیں کہ:- بندہ آپ کی مہربانی اور عنایت کا مشکور ہے۔ کہ آپ نے اخبار نور کو میرے نام مفت جاری کیا ہوا ہے۔ مگر اخبار مذکور کے مالی مشکلات کو دیکھکر میری غیرت و محبت گوارا نہیں کرتی کہ مفت پرچہ وصول کروں اور نہ ہی میرا کوئی حق ہے۔ اس لئے آپ کو تکلیف دیجاتی ہے کہ ماہ مارچ کا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال فرماویں۔ تاکہ گذشتہ میعاد کی قیمت ادا کردوں۔ اور آئندہ بدستور میرے نام اخبار جاری رکھیں اور میرا نام نادہندوں سے خارج کر کے نور کے قدردانوں میں درج کریں۔ اور میعاد ختم ہونے پر چندہ وصول کر لیا کریں۔ میں ایسے عمدہ پرچہ پر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ گورو مہاراج خود سب انتظام کریں گے۔

نور سردار صاحب آپ کا نام تو کبھی نادہندوں میں نہیں آیا۔ آپ کی اس ذرہ نوازی اور قدردانی کا شکریہ۔

کیا مسلمان دوست سردار صاحب موصوف کے حسن طریق سے کچھ سبق حاصل کریں گے۔ مذہبی پرچے خصوصیت سے قوم کے حسن سلوک کے محتاج ہوتے ہیں اور پھر اخبار نور تو خصوصیت سے اس کا حقدار ہے جس کا کام ہی سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجا لاتا ہے۔

آریہ مذہب پر تنقیدی نظر

اس اخبار میں کسی دوسری جگہ آپ اس عنوان سے آریہ سماج کے متعلق ایک مضمون ملاحظہ فرمائیں گے۔ میری کوشش رہے گی کہ آئندہ اس عنوان کے ماتحت بالاستقلال مضمون شایع ہوتا رہے۔ مگر یہ سب کچھ دوستوں کی عملی ہمدردی اور قدردانی پر موقوف ہے اگر دوست وی پی اخبار کی وصولی اور توسیع اشاعت میں خاص دلچسپی لیں تو کوئی ایک مضامین کا سلسلہ شروع کیا جا سکتا ہے اور جس صورت میں قدردانی کا بہت حد تک فقدان ہو تو کام کرنے والے کی طبیعت پر جو اثر ہو سکتا ہے اس کا جواب ہر ایک صاحب دل زیادہ بہتر دے سکتا ہے۔

سیف الجبار

یہ قابل قدر رسالہ ہمارے عزیز دوست ملک نذیر احمد صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی کی زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اس میں مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دربھنگی کے ایک رسالہ "اشد العذاب" کا دنداں شکن جواب دیا ہے۔ اور اس جواب کو انہوں نے بہت خوبی سے نبھایا ہے۔ "اللہ کرے زور قلم اور زیادہ" لکھائی چھپائی کاغذ سب کچھ عمدہ اور دیدہ زیب معہ ٹائیٹل ۲۳ صفحہ کا رسالہ قیمت ۴/ ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کثرت سے ہو۔ مذکورہ الصدر پتہ سے طلب کیجئے"۔

احمدیہ نوٹ بک

یہ قابل قدر مجموعہ میاں محمد اسمٰعیل محمد عبداللہ تاجران کتب نے چھپوایا ہے۔ پاکٹ سائز کے ۴۰۰ صفحوں پر مشتمل ہے۔ قریباً ہزار دلائل و حوالجات کا مجموعہ ہے اگر یہ کہا جائے کہ آج تک جتنی کتابیں آریوں سکھوں عیسائیوں برہموؤں وغیرہ کے متعلق احمدیہ کتب میں لکھی گئی ہیں ان تمام کا جوہر نکال کر اس پاکٹ بک میں رکھ دیا گیا ہے۔ تو یہ صحیح ہوگا۔ لکھائی، چھپائی، کاغذ جلد بندی دیدہ زیب و قابل تعریف پائی ہے قیمت مجلد عہ غیر مجلد ۱۲/ لیکن دوست مجلد ہی خریدیں کیونکہ جلد بندی نے خوبصورتی نے ہی کتاب کی شان کو دوبالا کر دیا ہے۔ پتہ

منیجر دار الکتب احمدیہ قادیان پنجاب۔

دعائے مغفرت

مستری غلام نبی صاحب احمدی فاطمہ بی بی بنت مولوی فتح محمد صاحب کی وفات پر ۲/ بھیجتے ہیں۔ کہ ان دو روپے سے کسی مستحق سکھ وغیرہ کے نام بطور صدقہ جاریہ اخبار جاری کیا جائے جس کی درخواست سب سے پہلے آئے گی اسے ترجیح دی جائے گی۔ نیز دوست مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

"رسالہ واقع البلاء"

جو انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن نے تبلیغی نقطہ خیال سے شایع کیا ہے۔ جن دوستوں کو اس کی ضرورت ہو ٹکٹ بھیجکر منگوالیں۔

تار کا ایڈریس

آئندہ دوستوں اور دفاتر کی سہولیت کے لئے سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کا اڈریس "احمدی" ہوگا۔ یہ تار کا ایڈریس جماعت کے کاروبار کے متعلق اور نیز جناب سید بشارت احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کی ذات کے متعلق ہے

درخواست دعا

جناب میرزا رشید احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے امسال ایف۔ اے کا امتحان دیں گے۔ ناظرین نور ان کے لئے اللہ کے حضور درد دل سے دعا کریں۔ کہ مولا کریم میرزا صاحب موصوف کو امتحان میں کامیابی عطا فرمانے کے علاوہ دین و دنیا کے حسنات سے فائز المرام فرماوے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنیوالی صدی میں دیہات پنجاب کا مذہب

معجون مرکب ہوگا

(از جناب سردار جیون سنگھ صاحب سیالی. رخصتی موضع فیروالی)

دیہاتیوں کا طریق معاشرت

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ حکومت کی سیاسی مشینری میں دیہاتی ایک اعلیٰ پرزہ ہیں اور ہر گورنمنٹ کے دفاتر میں ان دیہاتیوں ہی کی کمائی کو کافی دخل ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ لوگ حکومت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ انہی کی کمائی سے خزانہ بھرپور ہوتا ہے۔ کل شہری تجار انہی کی کمائی میں منفعت کے حصہ دار ہیں۔ اور جملہ رؤسا اور امراء کی شان امارت کو دوبالا کرنے والا بھی ایک غریب طبقہ ہے۔ گویا صحیح معنوں میں دیہاتی کیا ہیں؟

بارہ مہینے کے مستقل نوکر مزدور ہیں۔ جو اپنی مزدوری روزانہ نہیں چکاتے بلکہ سال کے اخیر تک اپنا حساب اندھیر کھاتے نہیں قدرت کے ہاتھ میں رکھتے ہیں کیونکہ جن کو پورا ایک سو بھی مسلسل شمار کرنا نہیں آتا۔ ان کو لمبے چوڑے حساب سے کیا واسطہ۔ ربیع، واشت کی۔ خریف بودی، ربیع کا تردد ساتھ ساتھ کیا گیا۔ علیٰ ہذا اس دور میں ان کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ کوئی دیہاتی زمیندار عام طور پر حساب نہیں لگاتا۔ کہ آیا اس نے اپنی زمین میں کاشت بر واشت میں کیا خرچ کیا اور کل سرکاری ونجی نکال کر ان کو سال کے آخر میں کیا بچت ہوئی۔ ایک تو ان کو اتنی سمجھ ہی نہیں ہے۔ کہ وہ اپنا نفع ونقصان جانچ سکیں۔ دوسرے ان کو زمینداری کے کام سے فرصت نہیں ہوتی۔ کہ وہ سر بھی آسانی سے کھجلا سکیں۔ تو پھر ان سے اس نفع ونقصان کی چھان بین کی توقع رکھنا ایک خیال موہوم ہے۔ بنابریں میں بالعموم دیہاتی زمینداروں کو عام فہم الفاظ میں ایک سادہ لوح، نوکر بارہ مہینہ کا مزدور ابن مزدور، صرف روٹی کپڑے پر سارے سال کام کرنے والے کے نام سے پکاروں تو مبالغہ نہیں ہے۔ ناظرین! یہ خیال کریں گے۔ کہ میں اپنے نفس مضمون سے دور جا رہا ہوں۔ مگر نہیں۔ آپ ذرا صبر کریں۔ اور ان سطور کو تمہیدی صورت میں سمجھ لیویں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ جب تک دیہات کی (جہاں کا میں باشندہ ہوں اور اس وقت موجود ہوں) گھروں کی زندگی کا مجملی نقشہ اگر نہ کھینچا جاوے۔ تب تک مضمون کا صرف ایک ہی رخ بتلانا ہوگا۔ اور ان کے مذہب پر کوئی نکتہ چینی یا بحث کرنا غیر موزوں ہوگا۔ کیونکہ دیہات میں ان کی طریق معاشرت اور ان کے مذہب میں باہم چولی دامن کا ساتھ ہے گویا

اس قسم کی زندگی نے ہی ان کو مذہب کی طرف سے لاپرواہ کر دیا ہے۔ جو مختصر سا نقشہ اوپر بتلایا گیا ہے۔ وہ عام طور پر دیہات کے چھوٹے سے لیکر بڑے زمیندار پر حاوی ہے اندریں حالات میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ باستثنائے چند کے باقی کے زمینداروں سے ان کے کمیوں کی حالت بدرجہا بہتر ہے۔ کیونکہ نہ بیانہ لگے نہ بیگری۔ ہر فصل پر غلہ کافی مل جاتا ہے نہ ادائیگی معاملہ کا خوف۔ نہ کسی وشنک[۱] کے آنے جانے کی داگی کا خطرہ۔ گویا کمیوں کی حالت بالعموم مالکان سے بہتر ہے۔ جو کہ سراسر زمینداروں کی جہالت پر دال ہے۔

حالت مذہبی

الف۔ مسلمان۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام ایک قدرتاً سادہ اور عالمگیر مذہب ہے۔ مگر دیہات[۲] میں اس کی بھی ایسی ہی درگت ہے۔ کہ ناگفتہ بہ۔ دیہاتی مسلمانوں کے خیال میں صرف سنت کرانا۔ اپنا نام اسلامی طریق پر رکھنا۔ مردے کو دفن کرنا ہی اسلام ہے۔ اس سے آگے ان کو کلمہ تک پڑھنا نہیں آتا۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ کے ارکان اسلام تو ان کے واسطے ایک نئی بات ہے۔ اگر مسجد کی چاردیواری ہے۔ تو اس پر چھت نہیں ہے۔ اگر چھت ہے تو دروازہ نہیں ہے۔ اگر دروازہ بھی ہے۔ تو کوئی ملاں یا عالم نہیں ہے۔ اگر کوئی ملاں بھی ہے۔ تو اس کو عام طور پر سکھ دیہات میں آزادی سے اذان تک دینا محال ہے (سکھوں کے دیہات میں یہ ناجائز رعب اب تک قائم ہے۔ راقم) اگر کسی ملاں نے دیہاتیوں کو کچھ بتلایا بھی۔ تو اپنی کم علمی اور جہالت وتعصب کے باعث ہندو مسلمان۔ سکھ کے درمیان بخلاف اصول اسلام نفرت سکھا دی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں بتلا سکتے۔ گویا یہ حالت مختصر سی دیہاتی مسلمانوں کی ہے۔ تو کیا اس خرابی کا حل نہ سوچا گیا۔ تو آنیوالی صدی میں یہ لوگ اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکیں گے؟ تو جواب میں تھوڑی سی دائیں بائیں سر کو حرکت دینی پڑے گی۔ یعنی نہیں! اور ہرگز نہیں!! اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ

"مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب"

ب۔ ہندو۔ دیہاتی ہندوؤں نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ صرف ہندوؤں کے گھر میں جنم لینا۔ اور مردہ جلانا۔ اور ہڈیاں گنگا لے جانا۔ وہاں کے پنڈتوں مفت خوروں سے کرنی کرائی۔ مسلمان کے ہاتھ کے پانی کے چھینٹے سے نفرت۔ مگر کتے کے لئے ساری رسوئی بلا تامل حوالے ان کا ہندو پن ہے۔

(نوٹ۔ جس مذہب میں کتے جیسی ناپاک جانور کو انسان کے بچے سے ترجیح دی جاوے۔ اس مذہب کو قدرتی ماننے میں راقم مضمون کو بڑی حد تک تامل ہے۔ راقم۔)

---

[۱] جن کے ذمہ معاملہ بقایا رہ جاتا ہے۔ ان کے نام تحصیل سے احکام جاری ہوتے ہیں جن کو وشنک کہا جاتا ہے۔ راقم

[۲] مرکزی دیہات ضلع گوجرانوالہ۔ راقم۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گویا دیہاتی ہندوؤں کو اس سے زیادہ اپنے مذہب سے واقفیت نہیں ہے۔ نہ ان کو اپنے قول منتر گایتری کی خبر ہے۔ اور نہ ان کو سنسکرت کا ایک حرف ہی آتا ہے اور نہ ان کا کوئی مشترکہ مقام مذہبی عبادت کا مندر ٹھاکر دوارہ دیوی دوارہ وغیرہ ہے بھی۔ تو کسی راہنما کا ہونا تو بہت ناممکن ہے۔ حلیہ ان کا بظاہر مسلمانوں کا ہے یعنی مونچھیں، داڑھیاں اکثر اتنی ہوئیں۔ جو کہ اسلام کی رسم ہے۔ اچھا خاصہ خط اسلامی طریق کا بنوایا ہوا۔ اگر کوئی مسلمان ان کو سرسری نگاہ سے دیکھے گا تو ضرور ہے کہ سلام علیکم کہدے۔ کیونکہ ان کے چہرے سے کوئی عنوان ہندوؤں کے نمایاں نہیں ہوتے۔ جب حالات یہ ہیں۔ کہ دیہاتی ہندوؤں کے عنوان خود بخود اسلام کے حلیہ کی طرف مائل ہیں۔ تو وہ آنیوالی صدی تک اپنے آپ کو "سچ و ہاری مسلمان" کہلائیں گے۔ تو اور ان کا مذہب ہوگا ہی کیا۔

ج۔ سکھ

در حقیقت سکھ مذہب بھی ہوتا ایک سادہ اور عالمگیر مذہب ہونے کا حقدار ہے۔ مگر دیہات میں اسکی بھی ایسی ہی ایسی مٹی پلید ہے۔ کہ چپ ہی بھلی۔ چار سال پہلے میرا خیال تھا۔ کہ اکالی تحریک نے دیہات میں سکھوں کی مذہبی خرابی کا بھی سد باب ضرور ہوگا۔ مگر نہیں۔ اس تحریک نے صرف سیاسی و پولیٹیکل رنگ اختیار کیا۔ اور جاہل طبقہ کو صحیح طور مذہبی راستہ پر نہ لگا سکی۔ اور نہ ہی اس کو اس ضروری شعبہ کی طرف فرصت ہی ہوئی۔ افسوس (راقم)

دیہات میں اکثر لیتدار جٹ۔ برہمن۔ کھتری اروڑہ وغیرہ وغیرہ قومیں عام طور پر سکھا شاہی کے وقت میں دکھاوے ہوئے ہوئے ہیں۔ کچھ تو حکومت وقت اور کچھ دیکھا دیکھی (عیش پرستی کی) اپنا پیٹ پالنے یعنی الو سیدھا کرنے کی غرض سے سکھ ہو گئے ہوئے ہیں۔ اسکی بظاہر آج کل پہچان بھی آسان۔ ہر شخص جو سر پہ بال رکھے۔ اور داڑھی بھی رکھے ہوئے۔ اصول اس کے خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہوں وہ عام مروجہ اصطلاح میں سکھ ہی کہلائے گا۔ اور ... میں پانچوں (سولہویں) شامل ہو جاتا ہے گا خواہ اس کو یہ بھی خبر نہ ہو۔ کہ سکھی کے معنی کیا ہیں۔ گویا اس قسم کے رکابی مذہب لوگ ہر زمانہ میں ہوتے (ایسے ہی راقم) ہاں خاص خاص خاندان سکھی اصولوں سے متاثر ہو کر بھی سکھ بن گئے تو عجب نہیں۔ مگر اس وقت دیہات میں سکھوں نے اپنا سکھی یہی سمجھ رکھی ہے کہ سر پر کیس ہوں نام کے آخر لفظ سنگھ ہو خواہ موزوں ہو یا نہ ہو سنگھ عام طور پر یائے معروف سے الف کے ڈنڈے کو ضرور ترجیح دیجائیگی۔ یعنی موتی سنگھ کی بجائے موتا سنگھ کہا جاویگا۔ یہ خیال نہ کیا جاوے گا۔ کہ لفظ موتی کے تو کچھ معنی بھی ہوئے۔ مگر لفظ موتا کے کیا معنی ہونگے شاید تذکیر و تانیث کا خیال کرتے ہیں۔ مگر اصولاً یہ بھی غلط ہے۔ (راقم) اور پیری پونہ کی جگہ فتح سری واہگورو جی کی بلاویں۔ اس سے آگے ان کی سکھی ختم ہے۔ ان کی مذہبی واقفیت کی یہ حالت ہے۔ کہ ان کو ست نام کا منتر پورا نہیں آتا۔ دسوں گوروؤں کے نام مسلسل نہیں گن سکتے۔ اگر کسی کو ٹھٹے کو دہرم سالہ بنا کر اس میں گورو گرنتھ صاحب رکھا گیا ہے۔ تو اس پر رومال تک ندارد۔ جب ان کو گورمکھی نہیں آتی تو پاٹھ کرنے والے کہاں سے آویں گے۔ اگر کوئی بھائی ہے تو خود ہی پاٹھ کرنے والا۔ اور خود ہی سننے والا کیس تو پراگندہ حالت میں ان کے سروں پر ضرور نظر آتے ہیں۔ مگر دہونے صاف کرنے کا تو ذکر فضول ہے۔ اور اکثروں نے داڑھیاں خشخاشی رکھی ہوئی ہیں حقہ خال خال گڑگڑی کا دم لگانے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ اور حجام سے خط بنانے میں اپنا کمال کر دیا ہے کیا مجال کہ مونچھ سے کوئی خط کے درمیان بال رہ گیا ہو یار ہنے دیا ہو۔ سبحان اللہ کیا حلیہ ہے۔ کیا شکل ہے۔ بھلا جب کوئی سرسری نگاہ سے اس حلیہ کو دیکھ پاوے گا تو اس کے دل میں کیا اثر پیدا ہوگا۔ یقیناً اس قسم کا عجیب الخلقت انسان دیکھکر اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہیگی۔

آخری التماس

ناظرین! جب دیہات میں ہر سہ مذاہب کے حالات یہ ہوں۔ جو کہ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق اوپر بتلائے گئے ہیں۔ یعنی مسلمان اپنے مذہب سے لاعلم۔ اور ہندو سکھ اپنی اپنی جگہ گمراہ ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ ہیں گے بھی دیوار بہ دیوار۔ تو جس طرح کسی زمانہ میں مختلف بولیاں بولنے والو کے یکجا میل جول نے ایک نئی زبان اردو بنا ڈالی تھی جسکو لشکری زبان کہا جاتا ہے۔ تو کیا عجیب ہے کہ آئندہ صدی میں دیہات کا مذہب ایک نیا مذہب معجون مرکب نہ ہو جائے۔

معزز ناظرین! آپ نے اوپر کی سطور اگر غور سے پڑھ لی ہیں تو ٹھنڈے دل سے اس کو سوچیں۔ ورنہ نوٹ کر لیں کہ میرا یہ مضمون انشاء اللہ آنیوالی صدی میں ایک پیشگوئی کی حیثیت میں پڑھا جاویگا۔ اب بھی وقت ہے کہ ہندو۔ مسلمان سکھ رہنمایان ان گمراہ لوگوں کو اپنا ایمان راستہ دکھلانیکی تکلیف گوارا کریں۔ ورنہ مثلے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد کے مصداق ہوں گے۔

آریہ مذہب پر ایک تنقیدی نظر

آریہ صاحبان باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے ہر روز دن غیر مذاہب کے اصولوں و کتب پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں اور خود اپنے مذہب اور کتب پر تنقیدی نظر ڈالنے کی بہت کم تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ اس کے دو ہی وجوہ ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنی کتب کا مطالعہ ہی نہیں کرتے۔ اگر کرتے ہیں تو بہت ہی کم یا سرسری نظر سے گذر جاتے ہیں یا پھر دوسرے مذاہب کے ساتھ عدم رواداری اور بردباری سے کام لیتے ہیں۔ کہ ان پر نکتہ چینی کرتے وقت جائز اور ناجائز پہلو یا عد کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اس وقت تک آریہ سماج نے ایک یا دوسری وجہ سے محرک ہو کر جو جو اعتراضات وقتاً فوقتاً اسلام پر کئے۔ مسلمانوں نے نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ ان کے معقول جوابات دیئے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ایک انسان مرغ کی ایک ہی ٹانگ کہے چلا جائے۔ اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے

اب ہم آریہ مذہب پر ایک تنقیدی نظر ڈالتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہمیں توقع رکھنی چاہیئے کہ آریہ سماج کے لیڈر یا اوپدیشک نہایت ٹھنڈے دل سے اس کا معقول جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

شری سوامی دیانند جی مہاراج یجر وید ادھیائے ۲۰ منتر ۹ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں۔

"ناگرو میں تیرے ...... کو پاک کرتا ہوں۔ تیری ...... کو پاک کرتا ہوں!"

اس منتر کے ترجمہ کے نامناسب الفاظ کو ہم نے عمداً ترک کر دیا ہے اور اس کی جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جس کتاب میں ایسی تعلیم ہو وہ اس قابل ہو سکتی ہے۔ کہ نابالغ بچے یا مستورات اور مہذب لوگ اسے ایک روحانی کتاب سمجھکر اس کا مطالعہ کریں اور پھر اس سے روحانی رنگ میں مستفیض ہو سکیں۔ سماوی کتب جنہیں الہامی کتب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ درحقیقت دنیا کے لئے ہر مذہب پہلو سے ایک سٹینڈرڈ یا معیار اور نمونہ ہوا کرتی ہیں کیا یہ مذکورۃ الصدر منتر اس کسوٹی پر پورا اتر سکتا ہے۔ اور کیا اس منتر کے ترجمہ نے جناب پنڈت مہی دھر صاحب کے ترجمہ کی حرف بحرف تصدیق نہیں کی جسے آریہ سماج آئے دن کوسا کرتا ہے اگر یہ مذکورہ بالا ترجمہ درحقیقت تہذیب کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ اور یہ مہذب دنیا کے لئے مایہ ناز ہو سکتا ہے تو براہ کرم آریہ سماج کے کوئی لیڈر اوپدیشک اسے تہذیب کی کسوٹی پر پورا اتار کر دکھلائے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور اس منتر کے مطالعہ کے وقت ان کے قلوب میں ایک خاص قسم کا ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ تو کیا آریہ سماج کے لیڈروں کا یہ فرض نہیں ہے کہ کم از کم ایسی تعلیم سے جس قدر جلد ممکن ہو کنارہ اختیار کریں۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں ہے اس کے آگے ذرا اور ملاحظہ فرمائیے۔ یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۱۰ کا ترجمہ شری سوامی دیانند صاحب حسب ذیل کرتے ہیں "اے تعریف کے لائق یگ کے متعلق عورت کو قبول کرنے ...... ڈالنے ...... دھارن کرنے اور اولاد کے پالنے والے جو آپ ہیں وہ مجھ میں ...... کو دھارن کیجیئے"۔

مثل سابق کی طرح اس جگہ بھی ہم نے ناواجب الفاظ کو لکھنے سے عمداً گریز کیا ہے۔ اور ان کی جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ اب آریہ سماج کے لیڈروں اور پنڈتوں سے بے غرض پوچھتے ہیں کہ کیا کبھی اس طرح کھلے اور فحش الفاظ میں عورت مرد کو مخاطب کر سکتی ہے۔ اور پھر ان الفاظ میں اسے [illegible] کام کی دعوت دے سکتی ہے۔ جس کے لئے اس منتر میں ہر وال کسی جھجک کے دعوت دی گئی ہے۔ آپ انسانی فطرت کا مطالعہ کریں۔ عورتیں اور پھر گھریلو عورتیں جو بالخصوص شرم و حیا کی پتلی ہوتی ہیں۔ اور مردوں کو خواب میں بھی اس طرح نہیں کہہ سکتیں۔ اور جب آریہ صاحبان ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں گے تو یقیناً وہ میرے ساتھ کم از کم اس معاملہ میں تو ضرور اتفاق کریں گے تو پھر جب امر واقعہ یہ ہے تو کوئی اور دوست تعصب سے الگ ہو کر اس کا جواب دے سکتا ہے کہ کیا ایسی کتاب اس قابل ہے کہ عورتیں اسے بخوشی پڑھ سکیں اور پڑھنے کے بعد پھر اس سے کوئی مہذب سبق حاصل کر سکیں جو سوسائٹی یا ملک اور مذہب کے لئے باعث فخر ہو یقیناً ہر ایک سمجھدار انسان اس سے اتفاق کرے گا۔ کہ وید مقدس کا کم از کم یہ حصہ تو اس قابل نہیں کہ یہ عورتوں کے ہاتھ میں دیا جائے۔ جب ایسا ہی ہے تو پھر کیا سمجھدار آریہ دوستوں کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ وہ وید مقدس سے کم از کم اس حصہ کو تو نکال دیں۔

پھر اسی پر بس نہیں اس منتر کے دوسرے حصہ کا جناب سوامی صاحب جو موصوف یہ ترجمہ کرتے ہیں۔

"ہے مالک میں ...... ڈالنے پر اکرم دھارن کرنے اولاد وغیرہ کی حفاظت کرنے کے واسطے آپ کے سنگ سے یعنی آپ کے ساتھ ...... ہونے سے ...... والے بدے پر اگر میں پیتر کو حاصل کروں"۔

اس جگہ بھی ہم نے نامناسب الفاظ کو عمداً ترک کر دیا ہے۔ اس منتر میں عورت کی زبان سے جو الفاظ [illegible] [illegible] [illegible] جگہ خاوند [illegible] عورت اپنے خاوند [illegible]

غیر ممالک کے خریدار ضرور پڑھیں

غیر ممالک کے جن دوستوں کو سالانہ جلسے کے لیکچرز کی خریداری کے لئے مخاطب کیا گیا ہے۔ وہ اس لیکچر کی جس تعداد کا پیاں مطلوب ہوں۔ دوست ان کی قیمت بذریعہ پوسٹل آرڈر بھیجدیں۔ اور اس قیمت کے بھیجتے وقت محصولڈاک کو بھی شامل فرمالیں۔ مثلاً کاپیوں پر تین روپے محصولڈاک لگتا ہے۔ کاپیوں کے نرخ اسی اخبار میں آپ دوسری جگہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ دوست اس بات کو خاص طور پر نوٹ کر لیں۔ کہ ڈاکخانہ کے قواعد کے مطابق غیر ممالک میں اول تو وی پی کا بھیجنا خالی از مشکل نہیں۔ دوم اس پر محصولڈاک اس قدر زیادہ پڑجاتا ہے۔ کہ بسااوقات یہ اصل چیز کی قیمت سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہتر طریق بذریعہ پوسٹل آرڈر قیمت کا بھیجنا ہے۔ پوسٹل آرڈر پہنچنے پر دفتر نور فی الفور بذریعہ رجسٹری پیکٹ آپ کو مطلوبہ اشیاء بھیجدیگا۔

نیز غیر ممالک کے جن دوستوں نے تاحال نور کا چندہ عطا نہیں فرمایا وہ بھی بہت جلد اپنی قیمتیں بھجوا کر خاکسار منیجر نور کو خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقع دیں کیونکہ قلیل بلکہ اقل اشاعت ہونے کی وجہ سے نور کے مالی مشکلات اظہر من الشمس ہیں۔

(۱) جناب غلام مصطفٰے صاحب ہانگ کانگ (۲) جناب عبد الرحمن صاحب نیروبی (۳) جناب محمد حسین صاحب نیروبی (۴) جناب عبد اللہ خالصاحب سٹیشن ماسٹر (۵) جناب محمد شیر خانصاحب (۶) جناب محمد ایوب خان صاحب سٹیشن ماسٹر (۷) جناب ڈاکٹر فضل دین صاحب (۸) جناب نبی بخش صاحب۔ (۹) ڈاکٹر ایچ۔ اے یوسف زئی خصوصیت سے توجہ فرماویں۔

منیجر نور نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ان الفاظ میں مخاطب کر کے اس سے اس خواہش کا اظہار کرا سکتی ہے۔ اور پھر یہ خواہش یا خطاب اس قابل تھا کہ جسے وید مقدس میں داخل کر کے اس پر الہامی ہونے کی مہر لگائی جاتی۔ کیا آریہ دوست اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرماویں گے۔

پھر یجر وید ادھیائے ۸ منتر ۹ کا ترجمہ شری سوامی دیانند صاحب ان الفاظ میں کرتے ہیں

”ہے شادی شدہ بھاگ والی عورت میں تیرا خاوند جس نیرے تندرست اور پاک ــ اور جس بیرے یگ کے لائق .... ہے جس .... خوبصورت اور سپید سے اعضا میں اسکو ...... کی خواہش کرنے والی تیرے ساتھ ...... کر کے دہرم یکشت کریا سے اچھی طرح حاصل کروں“

اس منتر کے ترجمہ میں بھی میں نے عمداً نامناسب الفاظ کو ترک کر دیا ہے گویا اس منتر کا ترجمہ اس قابل نہیں کہ آپ ذرا اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرماویں۔ کیا کوئی خاوند اپنی عورت کو اس قسم کا اوپدیش بر ملا کر سکتا ہے۔ جس کا اس منتر میں اظہار کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اگر آریہ دوست یہ فرماویں۔ کہ اسوقت کا اوپدیش ہے۔ جب شروع میں وید مقدس کا نزول ہوا۔ اور تہذیب ابھی اپنے ابتدائی مرحلہ پر تھی تو پھر بھی ویدوں پر یہ دھبہ آتا ہے کہ اس کی تعلیم ہمہ گیر نہیں۔ کیونکہ کم از کم اس کے بعض منتر اس موجودہ تہذیب کے متحمل نہیں ہو سکتے تو اس صورت میں کیا یہ واجب نہیں ہے کہ آئندہ کے لئے کم از کم ایسے منتروں کو وید مقدس سے خارج کر دیا جائے۔ کیونکہ ایک الہامی کتاب کی شان ایسی تعلیم سے زیادہ بلند اور اونچی ہونی چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

منیجر صاحب پرکاش

اخبار پرکاش لاہور لاہور لکھتے ہیں کہ جو عرصہ زائد از بیس سال سے ہفتہ وار شائع ہو رہا ہے یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے بجائے ہفتہ وار کے ہفتہ میں دو بار شائع ہوا کریگا۔ جہاں پہلے یہ زیادہ تر آریہ سماجک معاملات کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا۔ وہاں اب اس میں عوام کی دلچسپی کے لئے مضامین اور تازہ ترین خبریں درج ہوا کریں گی۔ تاکہ جو بھائی روزانہ اخبار نہیں خرید سکتے۔ وہ سہ روزہ پرکاش سے اپنی ضرورت پوری کر لیا کریں۔ ہفتہ وار کی حالت میں اس کی قیمت چار روپیہ سالانہ تھی۔ سہ روزہ کی حالت میں صرف دو روپیہ کی ایزادی کی گئی ہے یعنی چھ روپیہ سالانہ خواہشمند احباب نمونہ مفت طلب کریں۔

مجلس مشاورت میں احمدی نمائش

ناظر صاحب اعلیٰ لکھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۵ء پر اعلان فرمایا تھا مجلس مشاورت کے ایام میں ایک نمائش بھی ہوگی۔ جس میں احمدی صناعوں کی بنائی ہوئی چیزیں لا کر رکھیں گے تاکہ دوست واقف ہو جائیں۔ کہ فلاں چیز فلاں جگہ سے مل سکتی ہیں۔ اور پھر ضرورت کے وقت وہاں سے منگوا لیں۔

جماعت احمدیہ کے ممبروں کو چاہیئے کہ اس بارہ میں اپنے علاقہ کے صناع و نجار کو تحریک فرمائیں۔ کہ وہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر جو ۳-۴ اپریل ۱۹۲۶ء کو ہوگی۔ اپنی صنعت اور کاریگری کے نمونہ لائیں۔ اور احباب کو دکھائیں۔

موتی سرمہ کی تازہ کرامت

جناب بابو فقیر اللہ صاحب پی۔ ڈبلیو انسپکٹر گولڑہ جنکشن سے لکھتے ہیں کہ ”آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا خدا کے فضل سے اب میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ اس سرمہ کی جتنی تعریف کیجائے اتنی کم ہے۔ خدا اس کار خیر کا اجر عظیم آپ کو بخشے۔ آمین۔ کیونکہ میں کئی اشتہاری سرمے استعمال کر چکا تھا۔ جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا تھا۔ مگر آپ کے سرمہ نے اثر مسیحائی دکھلایا ہے۔ فائدہ عام کے لئے یہ مذکورہ بالا شہادت تحریر کی ہے۔ آپ اسے ضرور شائع کر دیجئے۔ براہ نوازش میرے ایک دوست کے لئے ایک تولہ موتی سرمہ اور ایک ماہ کی خوراک اکسیر البدن بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں“

موتی سرمہ فی تولہ کی قیمت علاوہ محصولڈاک دو روپے آٹھ آنہ

اکسیر البدن کے خریداروں کو اطلاع

اکسیر البدن کی وہ دوا ہے۔ جس کی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے ہے جس قدر دوا پہلے تیار کی تھی وہ سب ختم ہو چکی اب دوبارہ تیار ہو رہی ہے۔ مگر زعفران و کستوری خالص کا اس جگہ سے دستیاب ہونا قریباً محال تھا۔ اس لئے کشمیر لکھا گیا ہے۔ امید کہ ہفتہ عشرہ تک یہ ادویات پہنچ جائیں گی۔ دونوں کی منگوانے کی زحمت تو ہوگی۔ مگر خالص اور عمدہ دوا یا کر انشاء اللہ یہ زحمت بدل بہ رحمت ہو جائیگی۔ اگر کسی دوست کو اکسیر البدن کی ضرورت ہو تو وہ بذریعہ تحریر ہذا فوراً اپنے ارادہ سے مطلع فرماویں کیونکہ قیمتی اشیاء کی وجہ سے یہ دوا بہت تھوڑی مقدار میں بنائی جاتی ہے۔ لہذا جن دوستوں کی پہلے درخواستیں پہنچ جائیں گی انکی تعمیل بآسانی ہو سکے گی۔

پتہ —

شیخ نور احمد مہتمم نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

تبلیغی توپخانہ جدید آریہ

آج دوست اور دشمن ہر دو اس کے معترف ہیں کہ نور کے پرانے فائل سکھوں اور آریوں میں تبلیغی مضامین کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ لہذا اوقات ایک ایک مضمون کے لئے ہزار ہا صفحوں پر دیدہ ریزی کرنی پڑتی ہے [illegible] ۱۱، ۱۵ تا ۱۶ جنکی مجموعی قیمت بارہ روپیہ ہے۔ نمبر ۱۲ بیعت مارچ تک صرف چھ روپے ہیں محصولڈاک علاوہ

پتہ

منیجر نور نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ضروری اطلاع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن دوستوں کا چندہ اخیر اپریل تک ختم ہوتا ہے۔ ان کے اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ اور یکم اپریل کو ان کے نام وی پی ہوں گے۔ مجھے کامل توقع رکھنی چاہیئے کہ دوست سکھوں اور آریوں میں نور کے کام کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وی پی وصول فرماکر دعا اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ اور اگر کسی وجہ سے کوئی صاحب وی پی وصول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں۔ تو وہ یکم اپریل سے قبل دفتر نور میں اطلاع دیدیں۔ باوجود پہلے اطلاع کے پھر وی پی واپس کر دینا۔ یہ نہ صرف ایک معیوب فعل ہے۔ بلکہ اخلاقی گناہ ہے جس سے بچنا چاہیئے۔

۶۵ منشی محمد طفیل صاحب	۲/-	۶۲۲ بابو قمر الدین صاحب	۲/-
۱۸ منشی غلام رسول صاحب	۲/-	۶۲۳ جناب نذر محمد خانصاحب	۲/-
۱۰۷ منشی کریم بخش صاحب	۲/-	۶۲۶ ڈاکٹر مہر علی صاحب	۲/-
۱۱۱ شیخ محمد امین و فضل کریم صاحب	۲/-	۶۶۳ چوہدری محمد حیات خانصاحب	۲/-
۱۱۲ شیخ منظور علی صاحب	۲/-	۶۶۴ سید محمد حسین صاحب	۲/-
۱۱۳ چوہدری عبد المالک صاحب	۲/-	۶۶۵ جناب رفیع الزمان صاحب	۲/-
۱۱۹ منشی محمد حسین صاحب	عہ/	۶۶۷ جناب عبد العزیز صاحب	۲/-
۱۲۰ مولوی فضل الہی صاحب	۲/-	۶۶۸ جناب عبد الرحیم صاحب	۲/-
۱۴۱ مولوی غلام محمد خانصاحب ایم اے	۲/-	۶۶۹ منشی عبد اللہ صاحب	۲/-
۱۴۲ میاں معراج الدین صاحب	۲/-	۶۷۰ جناب فضل الہی صاحب	۲/-
۱۶۰ ایم محمد رفیق صاحب بی اے	۲/-	۶۷۱ ایم عبد الرشید صاحب	۲/-
۱۶۲ شیخ اصغر علی صاحب	۲/-	۶۷۲ جناب حافظ عبد العلی صاحب	عہ/
۱۶۳ ڈاکٹر عبد الکریم صاحب	۲/-	۶۷۳ چوہدری حیدر علی صاحب	۲/-
ملک نادر خانصاحب	۲/-	۶۷۵ مولوی نور الحسن صاحب	۲/-
۲۱۰ سید بشارت احمد صاحب	۲/-	۶۷۶ جناب فضل احمد صاحب	۲/-
۲۱۱ مولوی عبد اللطیف صاحب	۲/-	۶۷۷ منشی صدر الدین صاحب	۲/-
۲۱۷ منشی ہدایت اللہ صاحب	۲/-	۶۷۸ شیخ نور حسین صاحب	۲/-
۲۳۳ جناب عبد العزیز صاحب	۲/-	۶۸۰ جناب غلام احمد صاحب	۲/-
۲۳۴ سیٹھ علی محمد حاجی اللہ رکھا	۲/-	۶۸۱ ملک سعید احمد صاحب	۲/-
۵۲۴ چوہدری کرم الہی صاحب	۲/-	۶۸۲ جناب عبد اللطیف صاحب	۲/-
۵۲۵ میرزا محمد جمیل بیگ صاحب	۲/-	۵۸۳ جناب محمد شریف خانصاحب	۲/-
۵۲۲ چوہدری حیات محمد خانصاحب	۲/-	۵۴۹ بابو عبد الرحمن صاحب	۲/-
۵۳۲ الیس ملک سراج الدین صاحب	۲/-	۶۷۵ منشی محمد یوسف صاحب	۲/-

ایک اور ضروری اطلاع

یہ دوست جن کے نام معہ نمبر خریداری نیچے درج کئے جاتے ہیں ایک دفعہ مرتبہ نور کے وی پی بلا امانت رکھواکر واپس کر چکے ہیں۔ اور میں اب تک حسن ظنی سے یہی سمجھتا ہوں کہ درحقیقت ان دوستوں کا منشاء وی پی وصول کرنے کا تھا۔ مگر وقت پر قیمت میسر نہ آنے یا بھول جانے سے وی پی واپس ہوئے۔ ورنہ یہ کس دوست سے توقع ہو سکتی ہے کہ وہ جان بوجھ کر نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کا وی پی واپس کر دے جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے۔ اب ان دوستوں کے نام یکم اپریل کو انشاء اللہ وی پی ہوں گے۔ اور مجھے قوی توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ یہ دوست اس مرتبہ ضرور نور جیسے غازی اور مجاہد پرچہ کا وی پی وصول فرماکر خاکسار منیجر نور کو خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ باوجود نور کو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ مانتے ہوئے اگر پھر بھی کسی صاحب کو نور کا وی پی وصول کرنے میں کچھ تامل ہو تو وہ صاحب یکم اپریل سے قبل ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ۔ اگر پوسٹ کارڈ پر بھی دو پیسے خرچ کرنا دوبھر سمجھیں تو بیرنگ خط کے ذریعہ اطلاع دینا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ تاکہ نور جس کا فنڈ پہلے ہی کمزور ہے۔ وی پی کے خواہ مخواہ کے اخراجات سے بچ جائے

۵۰۶ ڈاکٹر مختار احمد صاحب	۴/-	۵۹۴ منشی محمد اسمٰعیل صاحب	۴/-
۵۱۷ مستری غلام نبی صاحب	۴/-	۴۰۸ جناب عبد العزیز صاحب	۴/-
۵۰۹ منشی محمد عثمان خان صاحب	۴/-	۵۰۷ چوہدری بشیر احمد صاحب	۴/-
۴۰۳ جناب عنایت اللہ صاحب	۴/-	۴۰۵ ملک عادل شاہ صاحب	۴/-
۱۶۲ بابو سراج الدین صاحب	۴/-	۳۲۳ حکیم محمد عمر خانصاحب	۴/-
۵۰۹ جناب نذیر احمد صاحب	۴/-	۴۱۷ جناب مولوی عبد الواحد صاحب	۴/-
۱۲۷ حکیم محمد قاسم صاحب	۴/-	۱۳۳ والدہ محمد عثمان صاحب	۴/-
۴۰۵ میاں مراد صاحب	۴/-	۴۱۰ جناب عبد الرحمن صاحب	۴/-
۴۰۴ منشی عبد اللہ خان صاحب	۴/-	۱۳۲ بابو شاہ عالم صاحب	۴/-
۴۱۷ جناب عبد الغفار خان صاحب	۴/-	۵۰۳ بابو محمد عزیز الدین صاحب	۴/-
۶۱۷ چوہدری محمد حسین صاحب	۴/-	۵۵۴ حاجی محمد صدیق صاحب	۴/-
۵۹۰ مولوی صدر الدین صاحب	۴/-		

عجیب فیاضی

امریکہ کے ایک کروڑپتی تاجر مسٹر فیلر نے ساڑھے تین کروڑ روپیہ اس غرض کے لئے شاہ فواد کی خدمت میں پیش کیا ہے کہ وہ اس سے مصر میں ایک عجائب خانہ بنائیں۔ اس عجائب خانے میں قدیم علوم و فنون کے متعلق اشیاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین زبردست حوالے

(از بھائی فضل حسین صاحب مہاجر)

—پیوستہ بگذشتہ—

دیکھنا یہ ہے کہ علماء اسلام میں کون کون …… سے اس کی اس تصنیف کو قرآن مانتا تھا؟

اور سب سے ضروری امر یہ ہے کہ خود فیضی نے بھی کسی جگہ اس قسم کا دعا کیا ہے؟ کہ میری یہ کتاب قرآن کی مثل و مانند ہے۔ حیرت و تعجب تو اس بات کا ہے۔ کہ جو شخص قرآن حکیم کی تفسیر لکھے اور اس کی خوبیوں کا اقبال کرے خود اس کی اس تصنیف کو قرآن کا مدمقابل سمجھ لیا جائے۔

اگر کوئی سناتنی ازراہ تعصب کہدے کہ سوامی دیانند نے یجروید بھاشیہ وید کی مانند بنایا اور وہ اسے وید ہی سمجھتے تھے تو کیا آپ اس بات کو پھر تسلیم نہیں کریں گے بس اسی طرح ملا بدایونی ہو یا کوئی اور ہو ہم کسی اور کا قول تسلیم نہیں کر سکتے۔ جب تک صاحب تصنیف نہ کہے کہ میری یہ تصنیف قرآن کا جواب ہے۔

اور یہ ثابت کرنا آریوں کے لئے محال اور ناممکن پس ثابت ہوگیا کہ جو لوگ فیضی کی تفسیر القرآن کو قرآن سمجھتے ہیں۔ وہ بقول لیکھرام عالم نہیں بلکہ "جہلاء" ہیں۔

دوسرا حوالہ

پنڈت لیکھرام نے جہاں بعض جگہ کلیات آریہ مسافر میں اپنے گورو کی مدح و ستائش کی ہے وہاں اس کام کے لئے ایک مستقل تصنیف بھی چھوڑ گیا ہے۔ جس کا نام ہے "دیانند کا جیون چرتر" یعنی سوانحعمری سوامی دیانند۔ اس ضخیم و حجیم کتاب میں جہاں تک بھی لیکھرام سے بن پڑا سوامی جی کی تعریف میں رائی کا پہاڑ اور رات کا بتنگڑ بنا کر دکھایا ہے۔ اور جہاں ان کی علمیت اور ہمہ دانی کے بہت سے ثبوت نقل کئے ہیں وہاں ان کی ریفارمر اور اصلاح ملک کا بھی بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اور اس "معلم اخلاق و روحانیت" کے پند و نصائح اور مواعظ حسنہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے ایک جگہ یہ بھی معتبر گواہوں سے سن کر لکھدیا ہے کہ جب سوامی دیانند صاحب ۱۸۷۵ء میں گجرات گئے تو دوسرے دن انہوں نے "مورتی پوجا کھنڈن پر لیکچر دیا۔ اسی میں محمود غزنوی کا آنا اور اس کے حملوں سے دیش کے دھن کی ہانی کا مفصل برنن کیا (ملک کے مال و زر کے نقصان کا مفصل بیان کیا) اور مندروں میں عورتوں کے جانے اور وہاں کی درو شاد بدحالت کا بیان فرمایا۔ جس میں کسی شخص نے مکان کی چھت پر جانب مغرب سے سوال کیا کہ آپنے فرمایا کہ استری کو اچت (مناسب) ہے کہ ایک ہی بار اپنے پتی (خاوند) کے پاس جاوے یعنی وبچار (زنا) نہ کرے مگر جس کا پتی طوائف (کنجری) کے پاس جائے۔ اس کی عورت کیا کرے۔ انہوں نے (یعنی سوامی جی نے) کہا کہ اس کی عورت بھی ایک اور مضبوط سا آدمی رکھ لے"۔

(جیون چرتر صفحہ ۳۰۵)

آج سے چند سال قبل جب کہ معلم اخلاق سوامی دیانند جی کا یہ فتویٰ یا اوپدیش ہم نے پڑھا تو اس وقت ہمارے قلب و جگر کی جو حالت ہوئی اس سے ہم ہی واقف ہیں کتاب تو ہاتھ سے اس وقت گر پڑی۔ اور اسی عالم تعجب میں ہاتھ کی انگلی دانتوں نے چبا ڈالی۔ اور کئی منٹ تک یہی کیفیت طاری رہی اور بت بنے رہے اور نہ سمجھ سکے کہ وہ شخص جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ رشی تھا نہیں بلکہ مہرشی تھا۔ اس نے کس طرح بے باکی سے اس طور کا فتویٰ دیدیا۔ ہاں وہ شخص جس کو اخلاق و روحانیت کا معلم بتلایا جاتا ہے۔ کیونکر ایسے الفاظ بھرے مجمع میں زبان تک لا سکا ہوگا۔ وہ شخص جس کو اعلیٰ درجہ کا ریفارمر اور قوم کا مصلح بتلایا جاتا ہے۔ اس نے اس طور کے ننگے الفاظ کس طرح زبان سے نکالے ہوں گے۔ اور کیونکر اس کے مداح اور سامعین نے ان کا سننا گوارا کیا ہوگا۔ اس وقت چونکہ ہم نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں دینے کے لئے ایک مضمون لکھا تھا جس میں یہ عبارت بھی ٹانک دی تاکہ ہماری طرح دوسرے لوگ بھی اسے پڑھیں اور عالم تعجب کی سیر کریں۔

لیکن جس وقت یہ عبارت ایڈیٹر تشحیذ الاذہان نے پڑھی تو انہیں اس کی صحت پر یقین نہیں آیا۔ اور آدمی بھیجکر ہمیں گھر سے بلایا۔ اور فرمایا کہ ایسے الفاظ ایک لیڈر قوم کے منہ سے نکلنے محال ہیں۔ لہذا میں اس عبارت کو مضمون سے حذف کرتا ہوں۔ لیکن جب ہم نے کہا کہ اگر یہ الفاظ بعینہ سوامی جی کے جیون چرتر مصنفہ پنڈت لیکھرام میں مرقوم ہوں تو کیا پھر بھی آپ سے شایع نہ کریں گے۔ لیکن ہمارے اس جواب پر بھی ان کی حیرت و تعجب میں کمی نہ ہوئی اور انہوں نے اس کی واقفیت کو اس وقت تک تسلیم نہیں کیا۔ جب تک کہ ہم نے اصل کتاب کھولکر ان کے سامنے نہ رکھدی۔ اور انہوں نے اس کے شایع کرنے پر اس وقت آمادگی ظاہر نہ کی۔ جب تک کہ اس عبارت کو کئی دفعہ نہ پڑھ لیا۔

اور وہ اس امر میں حق بجانب تھے۔ اور ان کا یہ تعجب بجا اور درست تھا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جو دعوےٰ تو اصلاح قوم کا کرے اور ملک میں اخلاق و روحانیت کا معلم سمجھا جاوے اس کی طرف یہ الفاظ منسوب ہوں۔

وہ لوگ جو سوامی دیانند جی کو معلم اخلاق اور لیڈر قوم بتاتے ہیں ان کو یہ عبارت دکھلانی چاہیئے اور پوچھنا چاہیئے کہ رشی مہرشی اس طور کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ ہم نے یہ حوالہ جس کسی دوست کو دکھلایا وہی محو حیرت بن گیا۔ اور اس کے بعد اکثر مناظروں اور لیکچروں میں اس کو پیش کیا گیا مگر مجال کیا کہ آریہ سماجی اس کا کوئی معقول اور تسلی بخش جواب دے سکے ہوں۔

ناظرین! خود بھی اسے پیش کر کے دیکھ سکتے ہیں انہیں معلوم ہو جائیگا کہ ممبران سماج کے پاس اس کا صحیح حل کوئی نہیں۔

تیسرا حوالہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ابھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی تصانیف میں اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے رسالہ ردِ تناسخ میں جسپر جنم اور آواگون یا تناسخ کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر تناسخ کو برحق مانا جائے تو اس سے سوشل معاملات پر ایک مہیب زد پڑتی ہے کہ جس سے چھٹکارا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن و محال ہے۔ جس کی تشریح ہم چند مثالوں سے کرسکتے ہیں۔ یعنی جبکہ نیک و بد اعمال کے ثمرہ انہیں ارواح اسی دنیا میں چلا لگاتی رہتی ہیں اور اپنے کئے ہوئے کرموں کا پھل بھوگنے کے لئے کوئی عورت بنتی ہے تو کوئی مرد کوئی بیوی بنتی ہے تو کوئی خاوند کوئی بہن بنتی ہے اور کوئی بھائی اسی طرح کوئی باپ اور کوئی بیٹا۔ تو اس چکر و تبدیلی کو صحیح مانتے ہوئے یہ ممکن اور قرین قیاس نہیں؟ کہ آج جو رشتہ واجب الاحترام اور قابل احترام ہے کچھ عرصہ کے بعد تناسخ یا آواگون کے ذریعہ اس کو ایسا درجہ ملے جو موجب ذلت یا سرزنش ہو جسے کوئی عقلمند انسان بھی طرفۃ العین کے لئے بھی روا نہ رکھتا ہو ہم اس کی تشریح میں جانا پسند نہیں کرتے عقلمند لوگ تھوڑے سے تدبر اور فکر سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

اگر کسی طرح ان لوگوں کو، جنہیں پچھلے جنموں کے حالات معلوم ہو جاویں اور پتہ لگ جاوے کہ پہلے جنم میں تو ہمارے تعلقات باہمی یہ تھے اور اب یہ ہیں تو کیا اس صدمہ کے مارے ان کے ہوش ٹھکانے رہیں گے؟ اور کیا ان کی زندگی تلخ اور ان کی خوشی مبدل بہ غم نہ ہوگی؟ اور وہ اپنی حالت پر نگاہ کرکے محو حیرت نہ رہ جائیں گے۔ لیکن اگر تناسخ کو نہ مانا جائے۔ تو ایسی بھیانک کیفیت کا کوئی خدشہ ہی نہیں۔

لیکن مسئلہ تناسخ کی جڑوں کو کھوکھلا اور اس کی بیخ و بن کو ہلا دینے والے اس زبردست اعتراض سے گھبرا کر آریہ سماج کے مایہ ناز ودوان پنڈت لیکھرام نے اس کا جواب بایں الفاظ دیا ہے کہ

"ہم آپ کو سمجھاتے ہیں کہ ارواح ہمارے ماں باپ کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوئیں۔ ہمارے ماں باپ روح کے ماں باپ نہیں ہیں۔ ان کا جسم ہی ہمارا باپ ہے۔ جب جسم یہاں جل گیا یا خاک در خاک ہوا تو وہ سلسلہ بھی ٹوٹ گیا"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۲ کالم ۳)

ہمارے سماجی دوست تو شاید اس جواب کو پڑھ کر بھی نہ سمجھے ہوں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جواب نہیں بلکہ دفع الوقتی ہے۔

ہم حقیقت شناس اور محقق مزاج آریوں سے ہی دریافت کرتے ہیں۔ کہ خالی جسم بھی کوئی چیز ہے۔ کہ جسکو ماں باپ یا بہن بھائی سمجھا جائے۔ جسم تو ایک طرح کا لباس ہے۔ کیا کسی نے لباس کو بھی کبھی اپنا رشتہ دار سمجھا ہے۔

دراصل رشتہ دار وہ چیز ہے جو مدرک اور ذی شعور ہے۔ جو کہتی ہے کہ میں ہوں اور جو پکارتی ہے کہ میرا فلاں فلاں ناطہ یا عزیز ہے۔ نہ کہ جسم کہ جسے اگر آج روح چھوڑ جائے۔ تو نہ وہ کسی سے بولے اور نہ کسی کی بات سمجھے۔ اس وقت ہم اس جواب کی نامعقولیت اور اس کے بودہ پن کو مزید مثالوں سے واضح کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ یہ بذات خود ایک مستقل مضمون کا طالب ہے۔

اس لئے ہم اس جگہ اس پر مزید کچھ بھی نہ لکھتے ہوئے ذیل میں پنڈت لیکھرام کی کلیات سے ایک ایسا زبردست حوالہ لکھتے ہیں کہ جو اس بحث کا قطعی فیصلہ کردے۔ اور مخالف کو لب کشائی کی مجال نہ رہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکت رہ جائے۔ ہاں خود پنڈت لیکھرام اپنے مندرجہ بالا جواب کے بودہ پن یا جس گتھی کے سلجھانے اور اس سے نجات پانے کے لئے اس نے یہ راہ نکالی تھی اس سے بھی زیادہ پر وسیع اور خاردار جھاڑیوں میں پیروان تناسخ کو پھنسانے کے لئے لکھتا ہے کہ۔

"علم حکمت سے صاف طور سے ثابت ہے کہ، برس میں خصوصاً جسمانی حصہ بدل جاتا ہے۔ اور ہر ایک پرمانو یا ذرہ کی جگہ دوسرے پرمانو آجاتے ہیں۔ گویا اسی برس کی عمر تک گیارہ دفعہ جسم بدل گیا۔ پس وہ اجزا جن کو یاد تھا تحلیل ہوگئے۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ گیارہ دفعہ"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۵ کالم ۱)

آریہ سجنو! سمجھے تمہارا دھرم ویر کیا کہتا ہے سنو! وہ کہتا ہے کہ یہ بات علم حکمت سے ثابت ہے کہ انسانی جسم کے تمام ذرات سات سال کے بعد بدل جاتے ہیں اور ان کی جگہ اور ذرات آجاتے ہیں۔ یعنی جو جسم زید کا ۱۹۱۱ء میں تھا وہ ۱۹۱۸ء میں نہیں رہا کیونکہ سات سال کے بعد اس کے وہ تمام ذرات جن سے جسم بنا ہے بدل گئے اور ان کی نئے پرمانو یا ذرے آگئے۔

اور اسی طرح جو جسم ۱۹۱۸ء میں تھا وہ ۱۹۲۵ء میں نہیں رہا کیونکہ سات سال گذرنے پر وہ ذرات بھی چل دیئے اور ان کی جگہ نئے ذروں نے گھیر لی۔

چونکہ یہ تھیوری بقول پنڈت لیکھرام علم حکمت سے ثابت ہے اور تم لوگوں کو بھی مسلّمہ ہے اس لئے اس تھیوری یا اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے بتلاؤ تو سہی کہ ۱۹۱۱ء میں سالگرام کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ سالگرام کا کیا لگا؟ اگر کہو کہ کچھ نہیں تو غلط ہے۔ اگر کہو کہ اس کا بیٹا ہوا۔ تو پھر سنو! وہ لڑکا جب ۱۹۱۸ء میں سات سال کی عمر ختم کر چکا تو اس وقت سالگرام کا کیا لگیگا؟

اگر کہو کہ بیٹا ہی۔ تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ جب ہر سات سال کے بعد جسم بدل جاتا ہے اور جسم کے تمام ذرات بدل جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے آجاتے ہیں تو وہ لڑکا بھی جو ۱۹۱۱ء میں سالگرام اور ان کی پتنی کے ذریعہ دونوں کے ذرات کی ترکیب اور امتزاج سے پیدا ہوا تھا ۱۹۱۸ء میں اپنے جسم کے وہ ذرات جو ماں کے پیٹ سے لیکر پیدا ہوا تھا بدل چکا یا قدرت کی طرف سے بدل دیئے گئے۔ تو اب وہ سالگرام کا بیٹا کس طرح رہا؟

جب تم لوگوں نے آقائے نامدار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے جانشین اول رض کے اعتراض کی شدید ضرب سے بچنے کے لئے یہ عذر تراشا ہے کہ ماں باپ بہن بھائی میاں بیوی وغیرہ یہ تمام رشتہ داریاں جسم سے علاقہ رکھتی ہیں۔ نہ کہ روح سے اور جب جسم خاک در خاک ہوگیا۔ تو رشتہ داریاں بھی جاتی رہیں۔

تو پھر کیوں یہ نہ مانا جائے کہ وہ لڑکا جو ۱۹۱۱ء میں سالگرام کے گھر پیدا ہوا اور اس کا بیٹا کہلایا وہ ۱۹۱۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ابھی کا بیٹا نہ رہا جب اس کا جسم اور تمام ذرات ہی بدل گئے جو ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۶ء تک تھے تو اب وہ کیوں سالگرام کا بیٹا کہلائے؟ وہ کہہ سکتا ہے کہ جناب میرا اور آپ کا رشتہ ۱۹۰۶ء تک تھا اب سات سال گذرنے کے بعد نہ آپ میرے باپ اور نہ بندہ آپ کا بیٹا۔ کیونکہ جن ذرات کے ساتھ آپ کی اور میری رشتہ داری تھی۔ وہ ۱۹۰۶ء کے بعد چلے گئے اور ان کی جگہ اور نئے آ گئے۔

کیونکہ مہاتما لیکھرام جی کے فرمان کے مطابق اور علم حکمت کی رو سے رشتہ صرف جسم کا ہے نہ کہ روح کا اور جسم چونکہ سات سال کے بعد بدل جاتا ہے۔ اس لئے میرا آپ سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ کیونکہ سات سال کے گذر جانے پر میرا جسم بھی وہ نہیں رہا جو ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۶ء میں تھا۔

اب آریہ مہاشے بتلائیں کہ ان کے پاس اس لڑکے کی اس منطق کا کیا جواب ہے؟

لہٰذا ایسے خوفناک اور حواس کو پراگندہ کر دینے والے اعتراض سے تمہاری رہائی اگر کوئی صورت ہو سکتی ہے تو وہ یہ اور صرف یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کے اس بیہودہ اور نامعقول جواب سے انکار کر دو اور اسے غلط سمجھو کہ صرف یہ جسم ہی رشتہ دار ہے نہ کہ روح۔ کیونکہ اگر تم اس جواب کو باطل نہ قرار دو گے تو بڑی مشکل پڑے گی اور تمام تمدنی اور سوشل تعلقات درہم برہم ہو جائیں گے۔

وید اور قرآن حکیم
سکھ مذہب کی شہادت

یہ مضمون تقسیم ہونے سے پہلے کے ... سے لیکر درج کیا جاتا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ... ایڈیٹر نور وقتاً فوقتاً ہی شائع کرتا رہا ہے جیسا ... چکا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے تاہم مجھے خوشی ہے اور میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ میری محنت قبول

ہو رہی ہے اور لوگ اگر زبان سے نہیں تو کم از دل میں قدر دانی کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سکھ مت کے بانی باوا نانک صاحب نے اس امر سے انکار کیا ہے۔ کہ وید پرمیشور کی طرف سے ہیں ان کے بہت سے اشعار ایسے ہیں جن سے ویدوں کے متعلق ان کے خیالات کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

"وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی
سادھو کی مہما وید نہ جانی"

باوا صاحب نے اس شلوک میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ چاروں وید سراسر کہانی ہیں۔ کہ برہما جی وید پڑھ کر مر گئے مگر حیات جاودانی حاصل نہ کر سکے۔ وہ رموز و حقائق جو عارف بیان کرتے ہیں۔ ویدوں میں ان کا سراغ نہیں ملتا۔ اسی طرح گرنتھ صاحب سورٹھ محلہ ۱ میں ارشاد ہوتا ہے

شاسترت بیدی کے کھٹ بھائی کرم کرو سنساری
پاکھنڈ میل نہ چوکسی بھائی انتر میل بکاری

مطلب یہ ہے۔ کہ شاستروں اور ویدوں کی تعلیم سے من دنیاوی گندوں سے پاک و صاف نہیں ہوتا خواہ ویدوں پر کتنا ہی عمل کیوں نہ کرو۔ لیکن من کی میل کو دور نہیں کر سکتے!

ملاحظہ ہو شلوک گرنتھ صاحب سورٹھ محلہ ۱

"پنڈت میل نہ چوکئی جے وید پڑھے جگ چار"

مطلب یہ ہے کہ اے پنڈت! اگر تو چاروں جگ ست جگ۔ دواپر۔ تریتا۔ اور کلجگ اتنی ویدوں کا گھر اور پوجا کرتا رہے۔ تب بھی اپنے من کی میل کو نہیں دھو سکتا۔ ملاحظہ شلوک گرنتھ صاحب آسا محلہ ۱

"سمرت شاستر پن پاپ بیچارتے تت سار نہ جانی"

مطلب یہ ہے کہ سمرتی اور شاستروں کا راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنا تو کجا بلکہ وید تو پن اور پاپ (ثواب گناہ) کے فرق و امتیاز کو قائم کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ ملاحظہ ہو شلوک گرنتھ صاحب دھناسری محلہ ۵

"پڑھے گے وید نا چھے کے من بھید"

مطلب یہ ہے کہ چاروں وید رگ۔ یجر۔ شام۔ اتھرو کے پڑھنے سے بھی شانتی اور تسکین قلب حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی من کو معرفت و گیان کا بھید معلوم ہو سکتا ہے

ملاحظہ ہو دسم گورو جی۔

برہمے چاری وید بنائے
سرب لوک تہیں کرم چلائے
جن کی لو ہر چرنن لاگی
تے بیدن تے بھئے تیاگی
جن من ہر چرنن ٹھہراؤ
سو تم تن کے راہ نہ آؤ

مطلب یہ ہے۔ کہ برہما نے چاروں وید کو بنایا۔ اور سب لوگوں میں کرم مایا کا پرچار کیا۔ مگر جن لوگوں کو خدا کی لو لگی ہوئی تھی۔ انہیں وید سے انکار کرنا پڑا۔ کیونکہ وید خدا پرستی کی بجائے دنیا پرستی کی تعلیم دیتے تھے۔ جن لوگوں کو صداقت کی تلاش تھی۔ جس من میں تلاش حق کی تڑپ ہے۔ اسے وید اور سمرتی کے راستے ہرگز نہ جانا چاہئیے

ملاحظہ ہو شلوک گرنتھ صاحب محلہ ۳

ترگن بانی وید وچار
بکھیا میل بکھیا وپار

مطلب یہ ہے۔ کہ برہما۔ وشنو۔ مہیش کے بنائے ہوئے ویدوں کو خوب غور و خوض سے پڑھا مگر ان میں گیان و معرفت کی کوئی بات نہ ملی

باوا نانک کا دستور العمل قرآن شریف تھا

دنیا میں درحقیقت قرآن حکیم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے احکام پر عمل کرنے سے انسان باخدا بن جاتا ہے دنیا کو گمراہی اور اندھیرے کے ہاتھ سے نجات مل سکتی ہے۔

باوا نانک صاحب نے گرنتھ صاحب صفحہ ... پر فرمایا ہے

بیت دن یو جا ستے دن سنجم ست دن کا ہے جھیتو
نا دھو دھو ہوئے تلک چڑھا ہو سچ دن سو سچ نہ ہوئی
کل پردھان کتیب قرآن۔ پوتھی پنڈت رہی پران

شلوک کا مطلب یہ ہے۔ کہ پوجا پاٹ سے بھی کچھ کام نہ ہوا۔ چھوت چھات کا مسئلہ جھوٹ پیٹنے یا نہ بیٹھنے کا جھگڑا بھی ناکارہ ثابت ہوا۔ آخر اس کلجگ کے زمانہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۳۴۵ میں نیاز بیگم زوجہ ملک احمد حسین قوم گوجر ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (الف) میری اس وقت جائداد مبلغ [illegible] روپیہ مہر کا اور ۱۱۴ روپیہ کی قیمت کے زیورات ہیں۔ میں اپنی جائداد موجودہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ (ب) نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری جائداد بڑھ جاوے تو اس بڑھی ہوئی جائداد کے ۱/۳ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (ج) اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں بعد وصیت داخل کر جاؤں وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاویگی۔ فقط والسلام ۲۸/۱/۲۶ کاتب الحروف ملک عبد العزیز فاضل۔ گواہ شد۔ ملک احمد حسین بقلم خود۔ العبد۔ نیاز بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ ملک غلام حسین بقلم خود

وصیت نمبر ۲۳۴۶ میں عنایت بیگم زوجہ سلطان علی قوم شیخ ساکن رحیم آباد ضلع گورداسپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی ۳۵ ر حق مہر صما ر کل میزان ۱۴۵ روپیہ ۱۱/۲/۲۶ العبد۔ موصیہ عنایت بیگم احمدی بقلم خود گواہ شد بقلم خود سلطان علی۔ گواہ شد۔ شیخ علی گوہر سیکرٹری گواہ شد۔ بقلم خود عبد الحق سکرٹری انجمن احمدیہ وڈالہ بانگر

وصیت نمبر ۲۰۳۸ میں صلاح دین ولد منشی علی گوہر قوم دیو ساکن [illegible] چک نمبر ۲۳۲ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ یعنی ساڑھے چھ گھماؤں اراضی نہری جس کی قیمت موجودہ بھاؤ کے لحاظ سے دس ہزار روپیہ ہے ۱۵/۲/۲۶۔ تاج دین موصی بقلم خود بمقام قادیان لکھی گئی گواہ شد۔ عبد الرحمن مصری۔ گواہ شد۔ عبد الرحمن مدرس مدرسہ احمدیہ۔

وصیت نمبر ۲۳۴۴ میں غلام محمد ولد بہاول بخش خان قوم اعوان ساکن دولمیال تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری جائداد موجودہ ایک مکان خام واقعہ موضع مذکور رقبہ اس کا ۳½ مرلہ ہے۔ اور اراضی زرعی واقعہ موضع مذکور قریباً ۲۷ کنال ہے۔ ان ہر دو چیزوں میں سے ایک کے صرف ۱/۲ حصہ کا میں مالک ہوں۔ باقی ۱/۲ حصہ کا مالک میرا ایک بھائی اور ایک بھائی کی اولاد اور ایک بہن ہیں۔ میرے کل حصہ کی مالیت تخمیناً ۱۲۰۰ سو روپیہ ہے۔ جائداد مذکور میں سے ۱/۳ حصہ وصیت کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو قانونی طور پر قبضہ دینے کو تیار ہوں اگر کسی وجہ سے قبضہ نہ دے سکوں (اپنی زندگی میں) تو میری وفات کے بعد جائداد مذکور میں سے میرے حصہ کی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اس کو تمام مالکانہ حقوق حاصل ہوں گے۔ میرے کسی وارث یا غیر وارث کو مزاحم ہونے کا حق نہ ہوگا۔ اگر جائداد مذکور کی قیمت زیادہ ہو جاوے۔ یا جائداد بڑھ جاوے تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱۲/۲/۲۶ بقلم خود محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ احمدیہ۔ گواہ شد۔ کرم داد دولمیالوی بقلم خود۔ العبد۔ غلام احمد موصی۔ گواہ شد عبد الرحمن دولمیالوی۔ گواہ شد۔ جمعدار عبد اللہ خان

وصیت نمبر ۲۲۴۷ میں عبد العزیز ولد خواجہ خان قوم راجپوت ساکن کاٹھ گڑھ تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ میری وفات کے بعد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو وے۔ اس وقت میری جائداد تقریباً ۲ گھماؤں مالیتی چار سو روپیہ ہے۔ اور مال مویشی قیمتی ۵۰ نیز میری وفات کے بعد بھی جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ [illegible] گواہ شد عبد المنان ولد محمد حسن احمدی [illegible] العبد۔ عبد العزیز خان بقلم خود۔ گواہ شد۔ [illegible] ولد بلند خان پلٹنر راجپوت کاٹھ گڑھ

وصیت نمبر ۲۳۴۰ میں زینب بی بی زوجہ مولوی غلام رسول کشمیری ساکن چانگریاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ہو۔ اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد اس وقت مبلغ ماللعہ روپیہ ہے جو کہ مہر میں مجھے ملا ہے۔ المرقوم ۲۴/۲/۲۵ العبد۔ موصیہ زینب بی بی۔ گواہ شد غلام رسول خاوند موصیہ۔ گواہ شد [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۳۴۴ میں محمد یعقوب ولد کریم بخش قوم ارائیں ساکن گوکھووال تحصیل ... ضلع لائلپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت ۱۲ گھماؤں اراضی زرعی بہ تفصیل ذیل ہے۔ ۱۲ گھماؤں واقعہ گوکھووال چک تحصیل ... ضلع لائلپور مشترکہ برادران حقیقی محمد شفیع و عبد الحمید اور ۱۲ اراضی زرعی واقعہ گوکھووال تحصیل ... مشترکہ برادران حقیقی محمد شفیع و عبد الحمید ... و غلام نبی پسران ... و عبد الغنی و عبد الستار پسران ... اور اس کی قیمت ... ہزار روپیہ ہے اس کے علاوہ مکانات کی قیمتی چھ ہزار روپیہ ہے اور ایک گھوڑی و ... قیمتی چار صد روپیہ ہے کل جائداد کی قیمت ... ہزار روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر ہی نہیں بلکہ ماہوار آمد ... ہے جو کہ اس وقت ... روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ... حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور یہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وراثت یا ہبہ یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی زندگی میں ... کے ... حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں کوئی روپیہ یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر دوں تو وہ حصہ حصہ وصیت سے منہا کیا جاوے گا اگر میرے وارث میری جائداد کا حصہ وصیت میں ... کریں تو حصہ وصیت کا میری خود پیدا کردہ جائداد سے وصول کیا جاوے۔ ۱۹ ستمبر ... کا تب الحروف عبد المجید ساکن چک ۱۲۱ گواہ شد۔ غلام نبی منصب دار چک نمبر ۱۲۱ ... محمد یعقوب احمدی ولد کریم بخش موصی بقلم خود۔ گواہ شد۔ بقلم خود محمد علی اردلی ... چک نمبر ۱۲۱

وصیت نمبر ۲۳۵۱ میں ڈاکٹر بدر الدین احمد ولد خان صاحب منشی فرزند علی صاحب قوم شیخ ساکن قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں نے ڈاکٹری امتحان ایل۔ ایم۔ پی پاس کیا ہے اور اب ڈاکٹری پیشہ کے لئے انشاء اللہ ملک مشرقی افریقہ میں جا رہا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جو بھی آمد ماہوار ہو گی (جس کا تخمینی طور پر اس وقت کوئی علم نہیں) اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار تا زیست داخل صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو جو مجھے بطور وراثت یا ہبہ حاصل ہوئی ہو یا اپنی آمد سے پیدا کی گئی ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت اپنی زندگی میں نہ کر دیا ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ۲۴ جنوری ۱۹۲۶ء فقط والسلام الموصی خاکسار بدر الدین احمد عفی عنہ احمدی مبارک منزل قادیان۔ گواہ شد۔ محبوب عالم برادر موصی متعلم مدرسہ احمدیہ۔ گواہ شد۔ عطاء اللہ احمدی بی۔ اے کھونڈی گجروالی ضلع گوجرانوالہ

وصیت نمبر ۲۳۵۵ میں نعمت اللہ خاں ولد ... خاں ساکن کریام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت قیمتی ... روپیہ ہے اور ... روپیہ ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ وراثت ہے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا دسواں حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو اس کے بھی دسویں حصہ

خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان میری وفات پر ہو گی اور اگر میں کوئی روپیہ یا جائداد اس کی قیمت کے طور پر بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۵ء الموصی نعمت اللہ خاں عفی عنہ بقلم خود۔ گواہ شد غلام قادر خاں احمدی ... گواہ شد۔ حاجی غلام احمد امیر جماعت احمدیہ کریام

وصیت نمبر ۲۳۴۰ میں غلام رسول ولد مولوی جیون کشمیری ساکن چانگریاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ مگر ماہوار آمد ... روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ جو مجھے بطور وراثت یا ہبہ حاصل ہوئی ہو یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں نہ کرا دیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۲۹ ۱۲/۲۵ الموصی غلام رسول ولد مولوی جیون کشمیری بقلم خود گواہ شد۔ غلام حسن چک ۹۵ شمالی۔ گواہ شد نواب الدین سیکرٹری جماعت احمدیہ چانگریاں بقلم خود

وصیت نمبر ۲۳۶۳ میں بلقیس بانو زوجہ مولوی محمد شاہزادہ فاضل قوم سید ساکن قادیان کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی (۳) میری موجودہ جائداد زیور ... کا ہے فقط ۲۰/۱۲/۲۵ العبد بلقیس بانو اہلیہ مولوی شاہزادہ صاحب فاضل

اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو اس کے بھی دسویں حصہ